دفاع حدیث کالم

ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی
شارح ترمذی ابن ماجہ وشمائل ترمذی

# محدثین عظام طاہر قادری کی نظر میں

امت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام بھی ہے اور امت کا امتیاز بھی کہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر دور کے علماء کرام نے دین کی حفاظت کا فریضہ اس موثر انداز میں ادا کیا ہے کہ جس میں کسی شخص کی تحریف کارگر نہیں ہو سکتی اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے۔ اگر اس دین میں بھی سابقہ ادیان کی طرح تحریف، تغیر وتبدل ہو جاتا تو پھر منزل من اللہ دین کا وجود ہی مشکوک ہو جاتا اور اصل حقیقت باقی نہ رہتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس دین متین نے ہر دور میں اپنی اصلی صورت میں قائم رہنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**((لا یزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم))** (بخاری ومسلم)

''میری امت سے ایک جماعت حق پر غالب رہے گی جو ان کو رسوا کرنا چاہے گا نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں:

**((لا یزال طائفة من امتی علی الدین))** (مسند احمد۔ ص:۲۶۹/ ج:۵)

''میری امت میں سے ایک جماعت دین پر ہمیشہ رہے گی۔''

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

**((لا یزال طائفة من امتی قوامة علی امر الله))** (الصحیحہ۔ ص:۱۹۶۲)

''میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم رہے گی۔''

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

**((لا یزال طائفة من امتی قوامة علی امر الله لا یضرها من خالفها))** (ابن ماجہ۔ ج:۷)

''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے امر (دین) پر قائم رہے گی۔ اس جماعت کو ان کا مخالف نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

یہ احادیث اور اس سے متعلقہ دیگر متعدد احادیث جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، سے واضح ہے کہ یہ دین قیامت تک قائم رہے گا۔ اس لیے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لیا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون﴾

''ذکر کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرتے ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ یہ دین اپنے آغاز سے لے کر آج جو پندرھویں صدی گزار رہا ہے اور اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے' اس میں اگر کسی نے تحریف کرنے کی کوشش بھی کی ہے تو طائفہ منصورہ (اہل حدیث) نے بحمد اللہ اس کی تحریف کو طشت از بام کیا ہے اور اس کی کوشش کارگر نہیں ہونے دی۔

## اسلام کیا ہے......؟

اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسے حق کے ساتھ نازل کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حق کے ساتھ لوگوں تک پہنچایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو لوگوں تک پہنچایا ہے وہ قرآن اور حدیث کا مجموعہ ہے اور اسی مجموعہ پر ہی اسلام کی تکمیل ہوئی ہے اور اسی مجموعہ کو اللہ تعالیٰ نے ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾ (المائدہ) فرمایا ہے۔

## صحابہ کرام اور حفاظت دین

بلاشبہ تمام صحابہ کرام قرآن وحدیث کے مجموعہ کو اسلام سمجھتے تھے وہ حدیث کی حفاظت عملاً وتعلیماً کرتے تھے۔ بسا اوقات ایک حدیث کی خاطر طویل سفر اختیار کرتے اور پیش آمدہ مسائل میں قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کرتے۔ کسی مسئلہ کی حدیث سے دلیل مل جانے پر خود بھی اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے اور بسا اوقات انکار کرنے والے سے مقاطعہ کر لیتے۔ (مسلم۔ کتاب الصید)

صحابہ کرام نے حفاظت حدیث کا پورا اہتمام کیا۔ کتنے ہی صحابہ کرام تھے' جنہوں نے اپنے آپ کو دین کی حفاظت کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ جن میں سرفہرست ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن عمروؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، ابو سعید خدریؓ، جابر بن عبداللہؓ اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ جن کا رات دن مشغلہ ہی حدیث کی تعلیم تھا۔ صرف حضرت ابو ہریرہ کے تلامذہ کی تعداد جنہوں نے براہِ راست ان سے احادیث کی تعلیم حاصل کی آٹھ سو سے زیادہ ہے۔ یہ کوئی عقلاً مستبعد نہیں کہ اسے تسلیم نہ کیا جائے۔ اس کے لیے کتب حدیث شاہد عدل ہیں۔ پھر ان مذکورہ صحابہ میں سے ہر ایک صحابی کا اپنا دار الحدیث تھا جس سے علاقہ کے لوگ مستفید ہوتے تھے۔

## تابعین کرام

صحابہ کرامؓ سے براہِ راست مستفید ہونے والے احباب تابعین کرام تھے جنہوں نے صحابہ کے تبلیغ حدیث کے مشن کو نہ صرف عملاً قبول کیا بلکہ اپنے وسائل کے مطابق اس کی تبلیغ اور ترویج کا انتظام کیا۔ مختلف صحائف مرتب ہوئے' جن میں صحیفہ ہمام بن منبہ اس دور کی عظیم یادگار ہے جو آج بھی کتابی صورت میں موجود ہے۔

## محدثین کرام

ائمہ تابعین سے جن لوگوں نے تحصیل حدیث کی وہ تو ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ رجال کی کتب کے ہزاروں صفحات میں ان کے کوائف محفوظ ہیں' جنہوں نے حدیث نبوی کی ہر اعتبار سے خدمت اور حفاظت کی۔ امام مالک کا حلقہ ہزاروں افراد پر مشتمل ہوتا جس میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدا بلند ہوتی۔ اس دور میں اسلامی خلافت دنیا کے ایک بڑے حصے تک پھیل چکی تھی۔ ان ائمہ کرام نے ہر اسلامی علاقہ مصر' شام' عراق' خراسان' ماوراء النہر' افریقہ اور سمندر پار اندلس اور دیگر مفتوحہ علاقوں کے مراکز میں دار القرآن والحدیث قائم کیے تھے' جن میں علم کی محافل برپا تھیں۔

## تیسری صدی ہجری

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جس قدر مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہو رہا تھا' اسی مناسبت سے حدیث کی تعلیم کا دائرہ پھیلتا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ ماوراء البحار بھی اس مبارک علم کی شمع فروزاں تھی۔ تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث پورے عروج پر تھی اور یہ صدی تدوین حدیث کی سنہری صدی تھی۔ اسی دور میں حدیث کی امہات الکتب کی تدوین ہوئی۔ راویوں کی چھانٹ پھٹک کے ساتھ رواۃ کے لحاظ سے کہ یہ حدیث کس درجہ کی ہے' صحیح ہے یا ضعیف ہے' متصل ہے یا منقطع ہے' مسند ہے یا مرسل کو واضح کیا اور اس کے ساتھ فقہ الحدیث کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ امام بخاری نے علیٰ نہج السلف فقہ الحدیث کو اجاگر کیا۔ دوسرے ائمہ کرام امام ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ نے حدیث کی تبویب کی اور امام ترمذی نے تو فقہ الحدیث اور فقہ الرائے کو ہر باب کے ساتھ درج کر دیا اور اکثر مواضع پر اصحاب الحدیث جیسا کہ امام مالک' ابن مبارک' شافعی' احمد بن حنبل' اسحاق بن راہویہ وغیرہم کے اقوال کو اصحاب الرائے کے اقوال پر بوجہ نص ترجیح دی۔

## فقہ الحدیث اور فقہ الرائے

ہم نے سابقہ مقالہ میں واضح کیا تھا کہ تبع تابعین کے دور میں فقہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایک طرف محدثین کی جماعت تھی جو فقہ الحدیث پر کاربند تھی اور دوسری طرف اہل الرائے کا گروہ تھا جن کے پاس ذخیرہ حدیث بہت کم تھا وہ اس بنا پر پیش آمدہ مسائل میں اکثر رائے سے کام لیتے۔ ان کو اہل الرائے سے پکارا جاتا تھا۔ محدثین چونکہ جامعین حدیث تھے اور وہی اس کی فقہ و معانی کو اچھی طرح جانتے تھے' انہوں نے حدیث کی روشنی میں اپنی کتب کی تبویب کی۔

## قادری صاحب اور کتب حدیث

محدثین نے جو کتب حدیث میں تبویب کی وہ حدیث کے معنی و مفہوم کے مطابق تھی۔ اس لیے اکثر مواضع میں محدثین کی تبویب یا دوسرے الفاظ میں تراجم ابواب فقہ الرائے کے خلاف واقع ہوئی جو اہل الرائے کے ہاں بڑی کھٹکتی ہے۔ کچھ عرصہ سے یہ شوشہ پورے شور سے برپا ہے کہ محدثین کی اکثریت شافعی المذہب تھی' اس لیے انہوں نے جو احادیث شافعی المذہب کے مطابق تھیں وہ اپنی کتب میں درج کر دیں اور جو احادیث اہل الرائے کے موافق تھیں' انہیں نظر انداز کر دیا۔

یہ پروپیگنڈہ پورے تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ قادری صاحب بھی چونکہ اہل الرائے سے تعلق رکھتے ہیں' اس لیے وہ بھی اس پروپیگنڈہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور اسی بات کا اعادہ کیا جو ان سے قبل پروپیگنڈہ کی صورت میں سامنے آ چکی تھی۔

## قادری صاحب لکھتے ہیں

امام بخاری نے تراجم ابواب میں اپنا موقف بیان کیا ان کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مسئلہ پر اپنے رجحان علمی' مذہب فقہی' رجحان طبعی اور اپنی تحقیق کو پوری امانت' دیانت اور عدل و انصاف کے ساتھ ترجمۃ الباب میں روایت حدیث سے پہلے درج کرتے ہیں اور بعد میں احادیث صرف وہ لاتے ہیں جو ترجمۃ الباب میں مذکوران کے موقف کے مطابق ہوتی ہیں۔ (منہاج۔نومبر ۲۰۰۶/ص:۳۱)

قادری صاحب نے بظاہر ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے امام بخاری کی امانت اور دیانت کے بارہ میں بہت اچھے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ لیکن بعد ازاں یہ فرما کر کہ احادیث صرف وہ لاتے ہیں جو ترجمۃ الباب میں مذکوران کے موقف کے مطابق ہوتی ہیں۔ امام بخاری پر ان کے موقف کے خلاف آمدہ احادیث کے ترک کا الزام لگایا ہے۔ مطلب یہ کہ امام بخاری صرف اسی حدیث کو ذکر کرتے ہیں جو ان کے موقف کے مطابق ہوتی ہے اور جو ان کے مذہب کے خلاف ہو وہ حدیث نہیں لاتے۔

اس کی مثال یوں بیان کی ہے کہ امام بخاری نے باب البول قائماً و قاعداً قائم کیا کہ پیشاب کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں کو ذکر کر دیا۔ اس سے یہ بات بتا دی کہ دونوں طریقے جائز ہیں (حدیث صرف کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی لاتے ہیں) مگر قاعداً کے حوالے سے حدیث نہیں لا سکے اور صرف قائماً کے حوالے سے ایک حدیث بیان کر دی کیونکہ ان کا فقہی رجحان اسی طرف تھا۔ لہٰذا بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث کو بیان نہیں کیا۔ (ص:۳۱)

ہمیں اس بارہ میں کوئی تردد نہیں کہ صحیح بخاری اور فقہ البخاری کی تفہیم موصوف کی دسترس میں ہو لیکن یہاں تو علم الیقین ہو گیا ہے کہ موصوف کا مشن صحیح بخاری کی تفہیم نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ کتنے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ امام بخاری کا مذہب کھڑے ہو کر پیشاب کرنا تھا۔ اس لیے وہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی حدیث نہیں لائے۔ اگر امام بخاری کا وہی موقف ہوتا جو موصوف نے امام صاحب کے ذمہ لگایا ہے تو پھر باب البول قائماً و قاعداً کیوں قائم کرتے۔ باب سے تو ظاہر ہے کہ امام بخاری بیٹھ کر پیشاب کرنے کے قائل ہیں۔ موصوف نے جو امام بخاری کے ذمہ موقف لگایا ہے وہ سراسر امام بخاری پر افتراء ہے۔

## اصل حقیقت

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث ذکر کرنے کی جو شرط لگائی ہے' اس کے مطابق نقل روایت میں کوئی حدیث اس معیار پر پوری نہیں اترتی کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کے بارہ میں جتنی حدیثیں روایت ہیں وہ اس معیار کی نہیں کہ ان کو صحیح میں درج کیا جاتا' اس لیے ان میں سے کوئی حدیث صحیح میں ذکر نہیں کی' لیکن اس کے باوجود امام بخاری نے اپنا موقف واضح کیا ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے۔

## کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی وجہ......؟

موصوف لکھتے ہیں کہ حضور نے کھڑے ہو کر پیشاب کیوں کیا' اس بارہ میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ امام حاکم نے المستدرک

میں بیان کیا کہ حضور کو گھٹنوں میں درد تھا' جس بنا پر آپ نے ایک دفعہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ نیز آپ اس وقت ایک سفر کے دوران صحرا سے گزر رہے تھے۔ (ص:۳۱)



صحیح بخاری میں اتــی سبـاطـة قوم کے الفاظ ہیں جو علت ہیں کہ یہ گندی جگہ تھی۔ جیسا کہ ابن حجر فرماتے ہیں لا تـخـلـو عـن النجاسة (فتح الباری۔ص:۳۲۸/ ج:۱) ''یہ نجاست سے خالی نہیں۔'' لیکن جو علت موصوف نے امام حاکم کے حوالہ سے ذکر کی ہے' وہ اس حدیث صحیح کی شرط پر نہیں۔ اس لیے کہ اس کا راوی حماد بن غسان الجعفی ہے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں حماد کو دار قطنی نے ضعیف کہا ہے۔ (التلخیص مع المستدرک۔ص:۱۸۲/ ج:۱) آخر امام بخاری اس ضعیف روایت کو اپنی صحیح میں کیوں لاتے......؟

## یہ روایت حدیث بخاری کی شرح ہے

موصوف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حاکم کی اس ضعیف روایت کو صحیح بخاری کی متفق علیہ حدیث کی تفسیر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں' صحیح بخاری کی حدیث جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور جبکہ المستدرک کی یہ روایت ابو ہریرہ سے مروی ہے اور ا... یث میں قطعاً یہ اشارہ نہیں کہ یہ حدیث ابو حذیفہ کی حدیث سے کوئی تعلق رکھتی ہے۔ اس پر اس ضعیف روایت کی بنا پر موصوف کا امام بخاری کو اس روا... کے ترک کا الزام دینا اصول اور دیانت کی رو سے بالکل غلط ہے۔ پھر اس روایت میں صحراء کا ذکر نہیں پتہ نہیں ... ف نے صحرا کا ذکر کہاں سے لیا۔ یا اپنی طرف سے اضافہ کر لیا ہے۔

## حدیث رسول اور یورپین کلچر

موصوف اس حدیث پر استہزائی نشتر بھی چلاتے ہیں' چنانچہ لکھتے ہیں پوری بخاری شریف میں کسی مقام پر بیٹھ کر پیشاب کرنے کے متعلق کوئی حدیث نہیں ... وہ لوگ جو بخاری شریف کے علاوہ کوئی اور حدیث ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بخاری کے باہر کوئی اور ... یث صحیح نہیں رہتی' آج سے چاہیے کہ وہ بیٹھ کر پیشا... رنا بند کر دیں اور یورپین امریکن کلچر کی طرف آ جائیں کیونکہ بخاری شریف میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی حدیث نہیں۔ (ص:۳۱)

آپ موصوف کا طرز تکلم ملاحظہ فرمائیں' کس قدر چوٹ ہے اس صحیح حدیث پر کہ اس حدیث کو ماننے والوں پر لازم آتا ہے کہ وہ بیٹھ ہو کر پیشاب کرنا بند کر دیں جس کا مطلب ہے کہ وہ اب کے بعد ہمیشہ کھڑے ہو کر پیشاب کریں۔ چودہ صدیوں سے زائد عرصہ بیت چکا ہے۔ اس واقعہ کو گزرے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم کی روڑی پر آئے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو کیا اتنے طویل عرصہ میں اس حدیث کا یہ مفہوم کسی ایک نے بیان کیا ہے جو قادری صاحب انتہائی استہزائی اور تمسخرانہ انداز میں بیان کر رہے ہیں۔ جبکہ یہ صرف ایک دفعہ کا واقعہ ہے' جس کا موصوف کو بھی اعتراف ہے کہ آپ نے ایک دفعہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ (ص:۳۱)

کیا ایک واقعہ جس کا جواز محض خاص علت پر ہو اس کو اصول کا درجہ دیا جا سکتا ہے......؟ اللہ تعالیٰ صحیح بخاری کو اس قسم کے درس بخاری سے محفوظ رکھے۔ اگر اس حدیث میں موصوف کو یورپین اور امریکن کلچر نظر آتا ہے تو چونکہ حدیث صحیح ہے اس کی

صحت پر ممکن ہے قادری صاحب کو بھی شک نہ ہو تو پھر تنقید امام بخاری پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کی زد میں اصل حقیقت کو سامنے رکھنا چاہیے کہ اس کی تعریض کی زد کس پر پڑ رہی ہے۔ امام بخاری کا کیا قصور......؟ انہوں نے تو اس واقعہ کو صحیح سند کے ساتھ درج کیا ہے اگر درج کرنا ہی قصور ہے تو اس تعریض کی زد میں امام ابوحنیفہ بھی آتے ہیں کہ ان سے بھی اس کے ہم معنی بلکہ اس سے بھی بہت واضح غیر مبہم الفاظ میں ایسی روایت (جامع المسانید۔ص:۲۳۹/ ج:۱) میں موجود ہے۔ جو موصوف کے نزدیک امام صاحب کی کتاب ہے۔ پھر اس حدیث کی روایت کرنے کے بعد وہی لکھا ہے کہ محمد بن حسن نے بھی الاثار میں امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ اس روایت کا مضمون اس لائق ہے کہ اس کا ترجمہ کر کے بدمزگی پیدا نہ کی جائے تو اب قادری صاحب کا یورپین کلچر کے بارہ میں کیا فتویٰ ہوگا جبکہ اس کا جواز ان کے امام اعظم سے بھی منقول ہے۔

## ادارہ منہاج کا منشور

قادری صاحب ایک صحیح حدیث کے بیان پر یورپین اور امریکی کلچر پر استدلال اس لیے نہیں کر رہے کہ ان کے نزدیک طعن ہے بلکہ وہ اپنے منشور کے لیے اس کو دلیل بنانا چاہتے ہیں' لیکن دوسروں پر الزام کے انداز میں۔ اس لیے کہ موصوف کے ادارہ کا منشور لبرل ازم پر ہے اور موصوف یورپین کلچر کے داعی ہیں۔ اس ادارہ کے وائس چیئر مین محمود عباس بخاری صاحب نے اپنے قائد جناب قادری صاحب کا تعارف یوں کرایا تھا۔ فرماتے ہیں: ''طاہر القادری نے کہا تھا ہم سب لبرل ہیں اور لبرل ازم ہی ہماری قوم کی ضرورت ہے اور ہمارا سب سے وعدہ ہے کہ ہم لبرل ہی رہیں گے۔ ہم سب کا مرید ہیں اور ملک میں (مردوزن کا) ایک مخلوط ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے ماحول کے مطابق ہر چیز مخلوط ہوگی۔'' (متنازعہ ترین شخصیت۔ص:۲)

۱ ...... نیز قادری صاحب نے فرمایا ہے اسلامی اقدار اور یورپی ثقافت مکمل طور پر الگ نہیں بلکہ ان دونوں میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ مسلم اور یورپی ثقافت کے درمیان مثبت ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ دونوں جانب سے براہِ راست اور مسلسل رابطے کیے جائیں۔ ہمیں اپنے اندر ثقافتی برداشت کا مادہ پیدا کرنا چاہیے (متنازعہ ترین شخصیت)

۲ ...... نیز قادری صاحب نے ادارہ کے نظامِ تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ان کی جماعت مخلوط تعلیم کی حامی ہے اور منہاج القرآن کی تکنیکی تعلیم طلباء و طالبات ایک ساتھ پڑھتے ہیں' تاہم ان کی مشترکہ کلاسیں نہیں ہوتیں۔ ڈاکٹر محمود عباس نے کہا کہ عوامی تحریک مخلوط تعلیم کی حامی ہے اور پردے کی مخالف ہے۔ (طاہر القادری ایک حقیقت ایک فریب۔ص:۲۳، ۲۴)

قادری صاحب کے اسی تفکر پر تبصرہ کرتے ہوئے نذیر حق جو معروف صحافی ہیں نے لکھا ہے:

''کیا ڈاکٹر صاحب پاکستان میں جوان لڑکیوں کے والدین کو یہ سبق پڑھانا چاہتے ہیں کہ اگر ان کی بیٹی اپنے کزن کے ساتھ ایک آدھ شب شہر سے باہر گزارے مری یا گلیات کی سیر پر چلی جائے یا کلاس فیلو کو گھر لے کر آ جائے وہ اسے برداشت کر لیں۔ اسلام کا دم بھرنے والی پاکستانی عوام جو معاشرے کا ۹۹٪ حصہ ہیں' اس نوع کے کلچر کو شاید ہی برداشت کریں کیونکہ وہ اس کلچر کو جو یورپی کلچر کی بھونڈی نقالی کے سوا کچھ نہیں۔ بے غیرتی تصور کرتے ہے نہ جانے ڈاکٹر صاحب کس برتے اور کس بنیاد پر اس کلچر کو اسلامی اقدار کے مماثل قرار دے رہے ہیں۔ (متنازعہ ترین شخصیت۔ص:۳۱۰)

ایک طرف تو ایک صحیح حدیث میں منقول واقعہ جو محض تعذر کی بنا پر ہوا ہے کو یورپین کلچر کہہ کر صحیح حدیث کا تمسخر اڑایا ہے اور دوسری طرف اسلام کے لبادہ میں اسلامی کلچر کو یورپین کلچر (جس میں ثقافت اور عقائد بھی ہیں) میں بدلنے کے لیے کوشاں ہیں۔ دوسری ان کی یہ اصلی تصویر ہے۔

## احادیث اور تراجم ابواب

موصوف پوری ڈھٹائی سے یہ تاثر قائم کرتے ہیں کہ محدثین اپنی کتابوں میں عموماً اور امام بخاری خصوصاً اپنی صحیح میں وہ حدیث لاتے ہیں جو ان کے اجتہاد کے موافق ہوتی ہے اور جو حدیث ان کے اجتہاد کے خلاف ہوتی ہے اسے ذکر نہیں کرتے چنانچہ لکھتے ہیں۔ امام بخاری ایک طرف کی احادیث لاتے ہیں کیونکہ ترجمۃ الباب میں اپنا فقہی مذہب بیان فرما چکے ہیں اور یہ اعتراض کی بات نہیں ہے وہ محدث بھی ہیں اور اپنے اجتہاد کی تائید میں لائے ہیں۔ لہٰذا بخاری شریف میں کسی حدیث کو بطور ثبوت ماننے کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو چیز امام بخاری کے اجتہاد سے مختلف ہے اسے امام بخاری کیوں لائیں گے۔ (ص:۳۱)

ہم نے پوری تفصیل سے موصوف کا اقتباس نقل کیا ہے تا کہ قاری بخوبی سمجھ لے کہ موصوف کیا کہنا چاہتے ہیں۔ موصوف صحیح بخاری کو امام بخاری کے اجتہاد کی کتاب قرار دے رہے ہیں اور باور کرا رہے ہیں کہ اس میں جتنی احادیث ہیں' وہ وہی ہیں جو امام بخاری کے اجتہاد کے موافق ہیں گویا کہ امام بخاری نے یہ کتاب حدیث کی حفاظت کے لیے نہیں لکھی بلکہ اپنے اجتہاد کے لیے لکھی ہے۔ احادیث تو صحیح بخاری کے علاوہ بھی بہت ہیں بلکہ بقول موصوف لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ مگر چونکہ وہ امام بخاری کے اجتہاد کے موافق نہیں۔ اس لیے انہوں نے ان احادیث کو نظر انداز کر دیا ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے یہ ایک ایسا نکتہ ہے کہ قادری صاحب سے پہلے جس تک رسائی شاید نہ امام بخاری کی ہو اور نہ کسی دوسرے فقیہ و محدث کی۔

امام بخاری تو فرماتے ہیں میں یہ کتاب صحیح احادیث کو غیر صحیح احادیث سے جدا کرنے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ (ہدی الساری)

ذرا صحیح بخاری کے نام پر غور کرو۔ **الجامع المسند الصحيح المختصر من امر رسول الله وسننه وايامه** صحیح بخاری کا نام ہی موصوف کے تمام مفروضہ پر پانی پھیر دیتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ موصوف کا یہ محض مفروضہ ہے جو امام بخاری پر افتراء ہے۔ ہم نے پچھلے مقالہ میں ثابت کیا تھا کہ امام بخاری صحیح حدیث کے مطابق اجتہاد کرتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ اجتہاد پہلے کرتے اور دلیل بعد میں لاتے پھر موصوف کے ارشادِ عالی سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ امام بخاری حدیث کو اپنے اجتہاد کے تابع رکھتے تھے۔ اس لیے اپنے اجتہاد کی مخالف حدیث کو ذکر نہیں کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں **واراد ايضا ان يفرغ جهده فى الاستنباط من حديث رسول الله ويستنبط من كل حديث مسائل كثيره جدا وهذا امر لم يسبقه احد غيره** (رسالہ شرح تراجم ابواب الصحیح البخاری۔ص:۱)

''امام صاحب کا صحیح احادیث کے جمع کے ساتھ یہ بھی ارادہ تھا کہ حدیث رسول سے استنباط میں اپنی پوری صلاحیت صرف کریں اور ہر حدیث سے بہت سے مسائل کا استنباط اور استخراج کریں۔ یہ ایسا امر ہے جس کی طرف ان سے پہلے کسی ایک کو سبقت حاصل نہیں۔''

## تعارض

موصوف کے اس کلام میں تعارض ہے یہاں فرماتے ہیں وہ صرف ایک طرف کی احادیث لاتے ہیں اور اس سے پہلے لکھ آئے ہیں کہ امام بخاری نے بہت سارے مسائل میں نام لیے بغیر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تائید کی ہے۔ (ص:۲۸)

## کتمان حق کا الزام

محدثین نے پوری دیانت اور امانت کے ساتھ حفاظت حدیث اور اس کی تدوین وتبویب کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور اس میں عمداً کسی قسم کی مداہنت نہیں کی۔ اور احادیث کو اس کمال درجہ کے ساتھ لکھا کہ جس طرح اپنے شیوخ سے سنی ہیں اسی طرح لکھا حتی کہ اگر ایک روایت کو ایک یا زیادہ شیوخ سے سنا ہے تو اگر شیوخ کے الفاظ میں معمولی سا بھی فرق آیا کہ ایک شیخ نے اپنی روایت واو کے ساتھ بیان کی ہے تو دوسرے نے فاء کے ساتھ اس فرق کو بھی واضح کیا حالانکہ اس سے اصل معنی میں کوئی اختلاف بھی پیدا نہیں ہوتا تھا اور پھر پوری استفراغ جہد کے ساتھ ہر حدیث پر ترجمہ قائم کیا تاکہ حدیث کی تلاش اور اس کے معنی اور مفہوم کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔ بلاشبہ محدثین نے جیسا کہ حدیث کے الفاظ کی حفاظت کی ہے اسی طرح کثیر محدثین نے حدیث کے معنی ومفہوم کی بھی حفاظت کی ہے۔ بہت سی صحیح احادیث اہل الرائے کے اقوال کے معارض ہیں اس لئے یہ بات قادری صاحب کو ناگوار ہے مثلاً امام ترمذی ہیں انہوں نے سنن میں باب رفع الیدین عندالرکوع قائم کیا اور اس باب میں رفع الیدین کرنے والی احادیث کے ساتھ ابن مسعودؓ سے مروی عدم رفع کی روایت بھی لائے ہیں قادری صاحب کو تو محدثین پر تنقید کا بہانہ چاہئے تھا چنانچہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ حدیث اس باب کے تحت بنتی ہی نہیں اس باب میں وہی احادیث لاتے جو رکوع کے وقت رفع الیدین کو ثابت کرتی ہیں اور ایسی احادیث کے لیے آپ دوسرا باب قائم فرمادیتے۔ (ص:۳۴)

امام مسلم کی تبویب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے والی حدیث کو امام مسلم نے باب سجود التلاوۃ کے نام سے قائم باب میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ سجدہ تلاوت کے مضمون سے قبل امام کے ساتھ یا پیچھے قرأت نہ کرنے کا مضمون آیا ہے اس کا الگ باب نہیں بنایا چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

اس حدیث میں چونکہ سجدہ تلاوت کا بھی مضمون ہے اس لئے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا چونکہ امام کے عنوان سے باب قائم نہیں کیا کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ جب امام حدیث کسی عنوان کے ایک پہلو پر باب قائم کرتا ہے اور پھر وہ دوسرے پہلو پر باب قائم کر کے اس کے نیچے درج کی جاتی تو فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ بھی سمجھ میں آجاتا ہے' پھر فرماتے ہیں اب جبکہ حدیث مختلف باب کے عنوان کے تحت درج ہوگی تو دھیان اس طرف کیسے جاسکتا ہے؟ مختصراً (ص:۳۵)

امام مالک پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام مالک نے مؤطا میں ما جاء فی ام القران کا باب قائم فرمایا ہے۔ اس میں قرأت خلف الامام کے الفاظ کا ذکر موجود نہیں۔ اس باب میں حدیث جابر روایت کی ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ قرأت نہ کرے اس حدیث میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کے بارے میں ہے۔ مگر امام مالک نے اس کا الگ باب قائم نہ فرمایا۔ اچھا ہوتا کہ اس کو الگ باب کے عنوان سے بیان فرمادیتے کیونکہ نفس حدیث میں وہ بات نہ تھی جس کے

عنوان سے باب قائم کررہے ہیں۔اس طرح باب ترک القرأة خلف الامام فیما جهر فیه کا باب قائم کرؒ نے اور اس میں عبداللہ بن عمر کی روایت لائے ہیں۔

"اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قرأت الامام واذا صل وحده فلیقرأ"

سائل نے ابن عمر سے مطلق سوال کیا کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہیے۔سری یا جہری نمازوں میں قرأت کا سوال نہ کیا مگر باب کا عنوان اپنے فقہی مذہب کے مطابق جہری نماز کے حوالہ سے باندھا پس یہ ایک فقہی رجحان ہے اور حق یہ ہے کہ ترجمۃ الباب کو ائمہ اپنے فقہی مذہب کے مطابق درج کرتے ہیں۔(ص:۳۶ ملخصاً ومفہوماً)

موصوف کے مذکورہ اقتباسات سے یہ بالکل عیاں ہے کہ محدثین نے احادیث کو اپنے مزاج اور مسلک کے مطابق جمع کیا اور اس حدیث کے جمع کرنے سے گریز کیا جو ان کے مسلک کے خلاف ہے۔اگر بالفرض ان احادیث کو تحریر بھی کیا ہے تو ایسے ابواب کے تحت ذکر کیا ہے جن کی ان سے کوئی مطابقت اور موافقت نہیں۔ایسے کیوں کیا اس راز سے خود ہی موصوف پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں"اس طرح باب قائم نہ کرنے کی وجہ سے احادیث چھپ گئیں۔"(ص:۳۰)

## راز کیسا

دراصل موصوف نے زیرلب یہ کہہ دیا ہے کہ محدثین نے اہل الرائے کی تائید میں جو احادیث آتی تھیں ان کو عمداً نظرانداز کیا ہے اور اگر کہیں ذکر بھی کی ہیں تو غیر متعلقہ باب میں ذکر کی ہیں۔جس سے وہ ظاہر ہی نہ ہوسکیں۔وہ احادیث جو بزعم خویش فقہ حنفی کی تائید میں تھیں ان کے ذکر نہ کرنے اور چھپانے کا یہ راز جس سے موصوف نے پردہ اٹھایا ہے،ہمارے خیال میں ان سے پہلے کسی کے ذہن میں نہیں آیا تھا۔اس راز کے فاش کرنے کا سہرا یقیناً موصوف کے سر ہے کہ محدثین کا وہ گروہ خصوصاً امام مالک اور ائمہ صحاح جن کی عدالت،صداقت،امانت پر دنیا بھر کے ائمہ مسلمین کا اجماع ہے،موصوف اس اجماع کو روندکر آگے گزر گئے ہیں کہ یہ محدثین کا گروہ جس پر تم کو بڑا اعتماد ہے یہ تو کتمان حق کے مجرم ہیں،اس لیے کہ انہوں نے فقہ اہل الرائے کی مؤیدروایات کو غیر متعلقہ ابواب میں لاکر حق کو چھپایا ہے،جس کی وجہ سے یہ احادیث چھپ گئیں۔

لیکن ایک بات قابل غور ہے کہ یہ احادیث جن کے چھپانے سے موصوف کو بڑا صدمہ ہوا ہے ان کو یہ احادیث کیسے مل گئیں درانحالیکہ ان کی حدیث کے ساتھ محدثین جیسی ملابست اور مخالطت بھی نہیں ہے۔اور پھر حوالے بھی انہیں کتابوں سے دیئے ہیں جن کے مصنفین پر کتمان حق کا الزام لگارہے ہیں۔

## اصل حقیقت

موصوف کا چونکہ حدیث فن نہیں ہے اس لئے وہ اس فن مبارک کی باریکیوں کو کیونکر جانیں.....؟ انہوں نے جتنی حدیثوں کی مثالیں دی ہیں،وہ سب موقوف روایات ہیں،ان میں کوئی ایک مرفوع نہیں اور جو مرفوع ہیں،وہ سنداً صحیح نہیں اور یہ مسلم قاعدہ ہے حتیٰ کہ اہل الرائے بھی اقرار کی حد تک متفق ہیں کہ مرفوع حدیث کی موجودگی میں موقوف (صحابی کا قول یا عمل) حجت نہیں۔(فتح القدیر ابن ہمام)

اس لیے ان احادیث کے لیے الگ باب قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا ادراک موصوف کو نہیں۔ جس کی وجہ سے وہ محدثین پر کتمان حق کا الزام لگا رہے ہیں۔

## صحیح مسلم کے تراجم ابواب

محدثین کرام پر کتمان حق کا سنگین الزام لگانے والے کی کتب حدیث کے بارہ میں معلومات اتنی ناقص ہیں کہ اگر کہا جائے کہ ان کو کتب حدیث کا تعارف نہیں تو یہ بجا ہے۔ جس کی مثال یہ ہے کہ فرماتے ہیں امام مسلم نے کتاب الطہارۃ میں باقاعدہ باب قائم کیا التوقیت فی المسح علی الخفین (ص:۳۲)

حالانکہ یہ بات ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ صحیح مسلم کے تراجم ابواب امام مسلم کے قائم کردہ نہیں ہیں بلکہ جو نسخہ عام متداول ہے اس پر امام نووی نے تراجم قائم کیے ہیں۔ اگر موصوف صحیح مسلم کے برصغیر کے متداول نسخے کو ہی ملاحظہ فرما لیتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ تبویب امام مسلم کی نہیں امام نووی کی ہے۔ قدیمی کتب خانہ کے زیر اہتمام طبع ہونے والا صحیح مسلم مع شرح النووی کا نسخہ کی فہرست کے بغلی حاشیہ پر لکھا ہے یہ کتب اور ابواب کی فہرست نووی کی ترتیب پر ہے۔ (صحیح مسلم۔ ص:۳)

## احادیث کے معانی بدلنا

موصوف کو یہ بھی شکوہ ہے کہ محدثین نے اہل الرائے کی مؤید روایات کو غیر متعلقہ ابواب میں ذکر کیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں کیونکہ ابواب کو انہوں نے اپنے فقہی اجتہاد کے مطابق قائم کیا' نتیجتاً اس کے معانی ومطالب مختلف ہو گئے۔ (ص:۳۹)

موصوف محدثین نے غیر متعلقہ باب میں آمدہ حدیث کے بارہ میں جو نتیجہ نکالا ہے کہ اس سے احادیث کے معانی بدل گئے نہایت سطحی نتیجہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ محدثین تحریف بالمعنی کے عمداً مرتکب ہوئے ہیں۔

اولاً: تو کوئی حدیث غیر متعلقہ باب میں نہیں آئی۔

ثانیاً: اگر غیر متعلقہ باب میں آ گئی ہے تو اس کا معنی کی تبدیلی سے کیا تعلق ہے۔ جب الفاظ وہی ہیں تو پھر غیر متعلقہ باب میں آنے سے معانی کیسے مختلف ہو گئے۔ یہ ان کے متجددانہ خیالات کا حصہ ہو سکتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ محمدی اسلام کو نئے قالب میں ڈھال کر اسے ایسی صورت میں ڈھالنا چاہتے ہیں جو یورپ بلکہ دیگر اقوام کفر کو بھی گوارہ ہو جیسا کہ سیرت النبی کی محافل میں آتش بازی کا مظاہرہ کرنا اور اسے شرکیہ قوالیوں سے مزین اور آراستہ کرنا۔ (منہاج مئی ۲۰۰۷) اور بوقت ضرورت ناچ بھنگڑا کو اپنے پروگراموں کی زینت بنانا ہے۔ اگر ان کے ایسے اسلام شکن افعال کے خلاف کتب حدیث آڑے آ رہی ہیں تو اس میں محدثین کا کیا قصور......؟ ہاں البتہ اپنے مشن کی خاطر ان کا حق بنتا ہے کہ وہ محدثین پر زیر لب تحریف معنوی کا الزام لگا کر بدنام کریں۔ تاکہ عوام کا اس مقدس گروہ سے اعتماد اٹھ جائے۔ محدثین نے نہ کسی حدیث کے الفاظ بدلے ہیں اور نہ معنی بدلے ہیں۔ قد بدت البغضاء من افواههم.

## حدیث الباب اور ترجمۃ الباب

موصوف لکھتے ہیں ائمہ حدیث کے ایسے اقدامات پر آپ امام عسقلانی' امام کرمانی' امام عینی' شاہ ولی اللہ' امام قسطلانی'

امام نووی، شروح بخاری، شروح مسلم، شروح ترمذی، شروح ابی داؤد کو پڑھ لیں۔ ہر محدث بیان کرتا ہے کہ حدیث الباب سے ترجمۃ الباب مختلف ہے اور دونوں آپس میں ملتے نہیں ہیں۔ ائمہ حدیث لکھتے ہیں کہ حدیث الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا، کبھی محدث بیان کرتا ہے کہ حدیث الباب سے ترجمۃ الباب مختلف ہے مطابق نہیں ہے۔ پس تراجم الابواب پر لکھنے والے کل محدثین اس باب کو بیان کرتے ہیں۔

میں بھی ان کے تتبع میں ادباً عرض کر رہا ہوں کہ جہاں اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحیح بخاری اور دیگر صحاح ستہ میں سے کثرت سے مذہب امام اعظم ثابت نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ درج شدہ احادیث اور تراجم الابواب میں مطابقت نہیں ہے۔ احادیث وہی ہیں کسی اور کتاب کو نہ لیں، صرف صحاح پر مدار کریں اور ان کے تراجم الابواب بدل ڈالیں۔ پورا مذہب امام اعظم ابوحنیفہ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ تراجم الابواب ائمہ حدیث کے اجتہاد ہیں۔ حدیث رسول نہیں ہیں اور ہم اجتہاد بخاری کے مقلد نہیں، ہم اجتہاد ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ (منہاج القرآن۔ ص:۴۷، نومبر ۲۰۰۶ء)

موصوف نے جن شارحین کرام کا نام لیا ہے، کہ وہ کہتے ہیں ترجمۃ الباب حدیث کے موافق نہیں، یہ ان پر صریحاً الزام ہے یا ممکن ہے کہ موصوف کا ان شارحین کی کتابوں کا مطالعہ نہیں ہے۔ فتح الباری، عمدۃ القاری اور دیگر شروحات بخاری ملاحظہ کریں کہ وہ ترجمۃ الباب کی حدیث الباب سے مناسبت بیان کرنے کا کتنا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی کو بظاہر مناسبت سمجھ نہ آئے تو وہ کہہ دے کہ مناسبت میری سمجھ میں نہیں آئی۔ رہا ایک اصول کے طور پر جیسا کہ موصوف کہہ رہے ہیں تو یہ موصوف کی ان شارحین کرام کی کتابوں سے ناآشنائی یا ناسمجھی کی بناء پر ہے جسے موصوف ایک اصول کی حیثیت میں پیش کر رہے ہیں اور نتیجہ یہ نکال رہے ہیں کہ ہم اجتہاد میں بخاری کے مقلد نہیں ہے۔ ہم اجتہاد میں ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ (ص:۴۷)

جس سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ موصوف کی ایسی بے دلیل اور اوٹ پٹانگ باتوں کا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگوں کو ائمہ محدثین خصوصاً امام بخاری سے متنفر کیا جائے کہ حدیث کچھ ہوتی ہے، یہ لوگ اس پر ترجمۃ الباب کچھ قائم کرتے ہیں۔ جس کا حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ہم اس لیے ان کی تقلید نہیں کرتے۔ کوئی ان سے پوچھے محدثین نے کب تم کو حکم دیا ہے کہ تم ہماری تقلید کرو اور نہ ہی امام ابوحنیفہ نے تم کو کہا ہے کہ میرا اجتہاد چونکہ کتاب وسنت کے عین موافق ہے، لہٰذا تم میری تقلید کرو۔ کس کی تقلید کرنی ہے اور کس کی نہیں اس کی کتاب وسنت میں کوئی دلیل ہے اور نہ ہی امام صاحب نے اس کا تم کو حکم کیا ہے۔

## فقہ حنفی اور کتب صحاح

محدثین پر تحریف معنوی اور ترجمۃ الباب کی حدیث الباب سے عدم مناسبت کا راگ صرف اس لیے الاپا گیا تا کہ فقہ حنفی کو احادیث صحیحہ کے عین موافق ثابت کیا جائے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں تھا کہ جب تک حدیث کی امہات الکتب اور ان کے مؤلفین کے بارہ میں شکوک وشبہات پیدا نہ کیے جائیں کیونکہ صحاح کی اکثر احادیث حنفی اقوال کے خلاف ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''کسی اور کتاب کو نہ لیں صرف صحاح ستہ پر مدار کریں اور ان کے تراجم ابواب بدل ڈالیں۔ پورا مذہب امام اعظم

ابوحنیفہ کا ثابت ہو جائے گا۔'' (ص:۳۷)

راقم الحروف اس کے ساتھ ادباً بطور مشورہ اضافہ کرتا ہے کہ جن احادیث کے تراجم بدلنے ہیں وہ احادیث بھی بدل ڈالیں تاکہ وہ احادیث فقہ حنفی کے موافق ہو جائیں۔

؎ خود بدلتے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں

## کون سا مذہب

موصوف کے علم میں ہوگا کہ فقہ حنفی صرف امام ابوحنیفہ کا مذہب نہیں یہ درجنوں رجال کی آراء کا ملغوبہ مرکب ہے۔ آخر موصوف کس مذہب کو ثابت کریں گے۔ جب کہ خود بھی جناب والا نے ارشاد فرمایا کہ اعلیٰحضرت بریلوی نے فتاویٰ رضویہ اور اپنی دیگر کتب میں چار ہزار مقامات پر اپنے پہلے ائمہ اور فقہاء احناف کے ساتھ فروعات پر علمی اختلاف کیا ہے۔ (ص:۳۰)

آخر کتنے ترجمۃ الباب بدلو گے......؟

## فقہ حنفی اور احادیث صحیحہ

موصوف لکھتے ہیں یہ باب جو ائمہ حدیث نے قائم کیے' یہ مصطفیٰ کی حدیث نہیں بلکہ ائمہ حدیث کے اجتہاد ہیں' بس فرق یہ ہے کہ یہ احادیث امام اعظم کو پہنچیں تو انہوں نے باب ترک القراءۃ خلف الامام قائم کر کے یہ احادیث لکھ دیں' ترجمۃ الباب بدل گئے اور حدیث وہی رہی پس اس طرح فقہ حنفی میں شامل دیگر عقائد بھی احادیث صحیحہ پر قائم ہیں۔ (ص:۳۵)

موصوف کا ہم نے مفصل اقتباس ذکر کر دیا ہے۔ خود اس میں ایسے مواخذات ہیں جو موصوف کے علم حدیث میں نابلد ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ موصوف ذرا کرم نوازی فرمائیں تو بتائیں امام ابوحنیفہ نے کون سی حدیث کی کتاب تبویب اور تراجم کے ساتھ رقم فرمائی تھی......؟ یقیناً ایسی کتاب کا پیش کرنا موصوف کے بس کی بات نہیں۔ اگر کہیں کہ جامع المسانید امام صاحب کی تصنیف ہے تو اس کے لیے بھی ثبوت مہیا کرنا ہوگا اور پھر یہ بھی بتانا ہوگا کہ آیا اس کی تبویب خود امام صاحب نے کی ہے یا ان کے بعد کسی اور نے کی تھی......؟ جب دنیا میں امام صاحب کی ایسی کوئی تصنیف موجود نہیں جس میں انہوں نے ہر حدیث پر تراجم قائم کیے ہوں تو معلوم ہوا کہ یہ محض محدثین کرام جو اصل دین کے محافظ تھے' کو بدنام کرنے کا ایک بہانہ ہے۔

بخاری اور مسلم میں **لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** موجود ہے اور اس پر امام بخاری نے وجوب قرأت کا باب باندھا ہے تو موصوف کہتے ہیں یہ باب غلط ہے۔ اس حدیث پر ترک القراءۃ خلف الامام کا باب چاہیے تھا۔ حالانکہ حدیث کے ظاہراً الفاظ قرأت کے اثبات میں ہیں۔ امام بخاری یا دیگر محدثین اتنے لاشعور نہیں تھے جیسا کہ موصوف باور کرا رہے ہیں کہ وہ حدیث کے الفاظ کے منافی باب قائم کریں۔ اگر موصوف میں علمی دیانت ہے تو وہ اس حدیث مبارکہ پر ترجمۃ الباب قائم کریں تو پتہ چل جائے گا کہ محدثین لاشعور یا محرف تھے یا جناب مجدد بدعات ہیں۔ **فسحقا لمن غیر حدیث النبی ﷺ**۔

رہی بات کہ فقہ حنفی کی بنیاد صحیح احادیث پر ہے۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جو امام ابوحنیفہ نے بھی نہیں کیا۔ وہ تو اپنے اصحاب کو تاکید کرتے تھے کہ میری بات کو بغیر دلیل کے قبول نہ کرو اور فرماتے تھے میں آج ایک رائے قائم کرتا ہوں اور کل اس رائے سے رجوع کر لیتا ہوں۔ ان کے اصحاب کا یہ تجزیہ تھا کہ بسا اوقات امام صاحب ایک مسئلہ میں دس مختلف اقوال فرماتے ہیں۔ (تفصیل راقم الحروف کی کتاب داستان حنفیہ میں ملاحظہ کریں۔)

واضح رہے کہ محدثین اور اہل الرائے کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے ان مسائل میں احناف کے پاس کوئی صحیح حدیث نہیں۔ فقہ حنفی کے ایسے درجنوں نہیں بیسیوں بلکہ سینکڑوں اقوال ایسے ہیں جن میں ان کے پاس ایک کی تائید میں بھی صحیح حدیث موجود نہیں۔

ان کا وجود محض قیاسی ہے یا ضعیف یا من گھڑت روایات کے سہارے پر ہے۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں:

**"ومن نظر بنظر الانصاف وغاص فی بحار الفقه والاصول مجتنبا عن الاعتساف یعلم علما یقینیا ان اکثر المسائل الفرعیة والاصلیة التی اختلف العلماء فیها فمذهب المحدثین فیها اقوی من مذاهب غیرهم وانی کلما اشیر فی شعب الاختلاف اجد قول المحدثین فیه قریبا من الانصاف فلله درهم وعلیه شکرهم کیف لوهم ورثة النبی ﷺ حقا وبواب شرعه صدقا حشرنا الله فی زمرتهم وامانتا علی حبهم وسیرتهم."**

"جو شخص انصاف کی نظر کے ساتھ دیکھے اور فقہ اور اصول کے سمندروں میں غوطہ زن ہو تعصب اور ظلم سے بچے وہ بلاشبہ علم الیقین کے ساتھ جان لے گا کہ اکثر فروعی اور اصولی مسائل جن میں علماء نے اختلاف کیا ہے ان میں محدثین کا مذہب غیر کے مذہب سے قوی ہے اور میں جب بھی اختلافی مسائل میں تحقیق کرتا ہوں تو محدثین کے مذہب کو انصاف کے قریب پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بلند درجات سے نوازے۔ وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان کا مذہب کیسے درست نہ ہو جبکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی وارث ہیں اور آپ کی شریعت کے صحیح جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قیامت کے دن ان کے گروہ میں اٹھائے اور ان کی محبت اور سیرت پر ہمارا خاتمہ کرے۔

قادری صاحب اپنے اس حنفی محقق کے اس ارشاد گرامی کو بار بار پڑھیں اور پھر جائزہ لیں کہ آپ وہ الزامات جو فقہ الحدیث وتبویب الحدیث وغیرہ کے سلسلہ میں محدثین پر لگا رہے ہیں، کہاں تک صحیح ہیں۔

## امام بخاری وامام ابوحنیفہ

کچھ عرصہ سے صدا بلند ہو رہی ہے کہ چونکہ امام ابوحنیفہ امام بخاری سے پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کا سلسلہ سند امام بخاری سے اعلیٰ ہے۔ تقریباً وہی بات موصوف دہراتے ہوئے فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ امام بخاری سے دو نسلیں پہلے ہو گزرے ہیں، ان کے پاس تو (بخاری) سے اعلیٰ سندیں ہیں۔ ان کی بات زیادہ معتبر ہے وہ براہِ راست صحابہ سے سن

روایت کرتے ہیں یا تابعین سے سن کر روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تو ۴ یا ۵ واسطے ہوئے ہیں' تب روایت کرتے ہیں امام اعظم نے وہ روایات بیان کیں اور ان کے تراجم ابواب نفس حدیث کے مطابق مقرر کیے' جس سے فقہ حنفی وجود میں آئی۔ (۳۱)

موصوف کے اس اقتباس پر کئی مواخذات ہیں اگر ان پہ مفصل گرفت کی جائے تو بات طول پکڑ سکتی ہے تاہم چند اہم باتوں پر بہم اختصار سے گزارشات کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں آج تک کسی محدث نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ امام ابوحنیفہ کی سند امام بخاری سے اعلیٰ ہے۔ اعلیٰ ہونے کا اقرار تو دور کی بات ہے' کسی ایک محدث نے روایت حدیث میں کبھی دونوں اماموں کے درمیان تقابل بھی نہیں کیا۔ اس لیے کہ جناب امام صاحب نے روایت کے بارہ میں خود قاضی ابویوسف سے فرمایا تھا:

''لا تروعني شيئا فاني والله ما ادری مخطی انا ام مصیب،'' (تاریخ بغداد۔ص:۴۰۲/ ج:۱۳)

''مجھ سے کچھ بھی روایت نہ کرو بقسم مجھے معلوم نہیں کہ میں خطا کرتا ہوں یا درست۔''

شاید یہی وجہ ہے کہ کتب صحاح میں امام صاحب کی سند سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ جبکہ امام بخاری ثقہ ثبت تھے جس کا اعتراف قادری صاحب کو بھی ہے چنانچہ فرماتے ہیں: امام بخاری امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ امام مطلق ہیں' امام الائمہ ہیں' امام الحفاظ ہیں' سب سے بڑے سرتاج ہیں مگر روایت حدیث کے۔ (ص:۳۷)

احادیث بخاری کے متعلق فرماتے ہیں صحیح بخاری میں جو احادیث آ گئی ہیں' وہ اپنی اسناد کے اعتبار سے درجہ صحت میں سب کتب حدیث سے اعلیٰ ہیں۔ (ص:۴۰)

اب خود ہی موصوف اپنے دونوں پیمانوں میں توازن پیدا کریں اور اپنے تضادات پر نظر ثانی فرمائیں۔

سند میں واسطوں کا زیادہ یا کم ہونا اس کے اعلیٰ وادنیٰ ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ زیادہ واسطوں والی سند کے راوی اگر ثقہ ہیں اور کم واسطوں والی سند کے راوی ضعیف ہیں یا وہ سند کسی اور اعتبار سے معلول ہے تو وہ زیادہ واسطوں والی سند کے مقابلہ میں نامقبول ہوگی۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی سند کو جس میں واسطے کم ہوں ''عالی'' اور جس میں واسطے زیادہ ہوں اسے ''نازل'' کہتے ہیں۔ علامہ جمال الدین قاسمی جن پر موصوف کو بھی اعتبار ہے فرماتے ہیں:

''ولا التفات الى العلو مع ضعفه'' ''عالی سند قابل قبول نہیں جب وہ ضعیف ہو۔''

اس کے بعد امام ابن مبارک کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

''لیس جودة الحدیث قرب الاسناد بل جودته صحة الرجال'' (قواعد التحدیث۔ص:۱۲۷، ۱۲۸)

''حدیث کا عمدہ ہونا عالی سند کے ساتھ نہیں بلکہ سند کے راویوں کی صحت کے ساتھ ہے۔''

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اگر نازل سند میں خوبی ہو جو عالی میں نہیں جیسا کہ نازل کے راوی زیادہ ثقہ ہوں یا زیادہ حافظے والے ہوں یا زیادہ سمجھ والے ہوں یا اس کا متصل ہونا ظاہر ہو تو پھر اس میں ذرہ برابر تردد نہیں کہ نازل سند عالی سے اولی اور بہتر ہے۔

اس کی شرح میں ملا علی قاری نے اشعار نقل کیے ہیں:

ان الروایة بالنزول عن الثقات الاعدلین خیر من العالی عن الجهال والمستضعفینا

(شرح شرح نخبۃ الفکر ص:۹۲۱۔ قدیمی کتب خانہ)

نازل سند جب عادل اور ثقہ راویوں سے ہو تو وہ اس عالی سند سے بہتر ہے جو مجہول اور ضعیف راویوں سے ہو۔ لہٰذا قاندی صاحب کا یہ اصول کہ امام صاحب کی سند میں واسطے کم ہوتے ہیں، لہٰذا وہ امام بخاری کی سند سے بہتر ہے غلط ہے۔

موصوف فرماتے ہیں امام براہِ راست روایت کرتے ہیں، اگر موصوف کے قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست روایت کرتے ہیں جیسا کہ اسلوب کلام سے واضح ہے تو یہ محض جھوٹ ہے، جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی وجود نہیں۔ اگر یہ مطلب نہیں تو پھر معلوم نہیں کہ وہ کس سے براہِ راست روایت کرتے ہیں کیونکہ اس سے مراد صحابہ اور تابعین نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ انہوں نے صحابہ اور تابعین کا بعد میں الگ ذکر کیا ہے۔

## امام صاحب کی صحابہ کرام سے روایت

احناف کی اکثریت اسی کی قائل ہے کہ امام صاحب نے چند صحابہ کرام سے براہِ راست روایت کی ہے، لیکن یہ بات حقیقت سے بہت دور ہے۔ جس کا بسند صحیح کوئی ثبوت نہیں۔ اس موضوع پر ہم تفصیل سے المنہاج السوی پر تبصرہ میں گفتگو کریں گے ان شاء اللہ۔ ملا علی قاری حافظ سخاوی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"لکن الاخیر بسند غیر المقبول اذا لمعتمد انه لا روایة له عن احد من الصحابه" (شرح شرح نخبۃ الفکر ص:۲۶۰)

امام صاحب کی براہِ راست صحابہ کرام سے روایت غیر مقبول ہے۔ معتمد بات یہی ہے کہ امام صاحب کی کسی صحابی سے براہِ راست روایت نہیں۔ ملا علی قاری نے حافظ سخاوی کے اس قول کو بغیر کسی انکار کے درج کیا ہے، جو دلیل ہے کہ ملا علی قاری کو حافظ سخاوی کی تحقیق سے اتفاق تھا۔

## فقہ حنفی کا وجود

موصوف کی تحقیق میں ہے کہ امام صاحب نے حدیث کی کتاب لکھی ہے اور اس پر ایسے تراجم ابواب قائم کیے ہیں جو نفس حدیث کے مطابق ہے اور یہی فقہ حنفی ہے تو اس سے موصوف سے کتنی لغزشیں یا تسامحات ہوئی ہیں۔

اولاً: تو امام صاحب نے حدیث کی کوئی کتاب مرتب نہیں کی۔ جب کتاب مرتب نہیں کی تو تراجم ابواب کس پر قائم کیے اور پھر جو مسند امام اعظم امام صاحبؒ کی طرف منسوب ہے کیا وہی فقہ حنفی ہے میرے خیال میں وہ فقہ حنفی کا ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اس کو فقہ حنفی کا نام دیا جائے۔

## محدثین اور تراجم ابواب

موصوف کے اس ارشاد گرامی سے کہ امام صاحب نے تراجم ابواب نفس حدیث کے مطابق مقرر کیے سے مترشح ہوتا ہے

کہ محدثین کے تراجم ابواب نفس حدیث کے مطابق نہیں تھے' گویا کہ محدثین پر بہت بڑا طعن ہے' حالانکہ محدثین نے ہی تو ہر حدیث پر ترجمۃ الباب قائم کرکے عوام کے لیے حدیث کی تلاش اور اس کے فہم کو آسان اور عام کیا ہے۔ فشکر اللہ سعیهم۔

## صحیح بخاری اور جامع المسانید

صحیح بخاری کی صحت پر گفتگو کی حاجت نہیں اس لیے کہ موصوف کو خود اعتراف ہے' صحیح بخاری میں جو احادیث آ گئی ہیں' وہ اپنی اسناد کے اعتبار سے درجہ صحت میں سب کتب سے اعلیٰ ہیں۔ (ص:۴۰)

البتہ جامع المسانید جسے امام صاحب کی روایات کا مجموعہ قرار دیا جا رہا ہے اس پر کلام کی کافی حد تک گنجائش موجود ہے۔ مگر مختصر یہ ہے کہ جامع المسانید میں امام صاحب کے بہت سے استاذ کذاب اور متروک ہیں جن میں بعض کی تفصیل یہ ہے (۱) ابان بن ابی عیاش (جامع المسانید ص:۲۷۳/ ج۱) کذاب تھا۔ (۲) جابر بن یزید جعفی رافضی (جامع المسانید ص:۳۰۴/ ج:۱) کذاب ہے۔ جسے خود امام صاحب نے سب سے زیادہ جھوٹا کہا ہے (میزان۔ ج:۱) اور پھر ان سے روایت بھی لی ہے۔ (۳) ابوالعطوف جراح بن منہال (جامع المسانید متعدد مواضع) کذاب اور شرابی تھا۔ (۴) نصر بن طریف۔ (جامع المسانید۔ ص:۵۶۳/ ج:۲) وضع حدیث کا دھندہ کرتا تھا۔ (۵) عطاء بن عجلان (جامع المسانید۔ص:۵۰۲) کذاب اور وضاع تھا۔ (۶) عمرو بن عبید (جامع المسانید۔ص:۲۹۴) کذاب شاتم صحابہ تھا۔ (۷) محمد بن السائب کلبی (جامع المسانید۔ص:۳۵/ ج:۲) معروف کذاب تھا۔ (۸) محمد بن زبیر (جامع المسانید۔ص:۲۵۰/ ج:۲) مزید تفصیل اللمحات ص:۱۹۰/ ج:۱ اور راقم الحروف کا مقالہ موضوع روایات تاریخ واسباب میں ملاحظہ فرمائیں۔ جس کتاب کے راویوں کی یہ کیفیت ہو کہ اس میں فوج ظفر موج کذاب راویوں کی ہو تو کیا اس کی روایات اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری سے معتبر ہو سکتی ہیں۔ هیهات هیهات لما توعدون۔

## شاہ ولی اللہ اور مسند خوارزمی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں صحیحین بخاری ومسلم کے بارہ میں تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں میں جتنی متصل مرفوع احادیث ہیں وہ یقینی صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں اور جو بھی ان کے امر کو ہلکا کرتا ہے' وہ بدعتی ہے۔ ایمانداروں کے رستہ پر نہیں۔ اگر تو واضح حق چاہتا ہے تو ان کو ابن ابی شیبہ' طحاوی اور مسند خوارزمی (مسند امام اعظم) سے مقابلہ کرکے دیکھ لے تو ان کے درمیان مشرق ومغرب کی دوری پائے گا اور پھر مسند امام اعظم کو طبقہ رابعہ جو موضوع روایات کا مادہ ہے میں ذکر کرکے فرماتے ہیں: ''وكاد مسند الخوارزمی یکون من هذا الطبقه'' (حجۃ اللہ۔ص:۱۳۵/ ج:۱)

''قریب ہے کہ مسند خوارزمی بھی اسی طبقہ کی کتاب ہو۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اس طبقہ کی کتاب ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆